اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (الاعراف:196)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

سر پرست کا مطلب:۔

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (الاعراف:196) اور وہ (اللہ تعالیٰ) نیکوکاروں کا سر پرست ہے“

سر پرست کا لفظی مطلب ہوتا ہے کسی کی ضروریات کو پورا کرنے کا ذمہ دار ہونا اور اس کے نفع اور نقصان کا ذمہ دار ہونا۔ مثال کے طور پر ایک باپ بچے کا سر پرست ہوتا ہے۔ لہٰذا بچے کی جو بھی ضروریات ہوں، وہ ضروریات اس کی صحت سے متعلّق ہوں یا لباس سے متعلّق، کھانے پینے سے متعلّق ہوں یا تعلیم سے متعلّق، ان تمام ضروریات کو پورا کرنے کا ذمہ دار اس کا والد ہوتا ہے۔ اگر کوئی نفع و نقصان ہو جائے تو اس کا ذمہ دار بھی والد ہوتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ اگر چھوٹا بچہ پتھر مار کر ہمسائے کا شیشہ توڑ دے تو اس کے والد سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ آپ اس کی قیمت ادا کریں۔ اس صورت میں باپ ذمہ دار بھی بنتا ہے اور اس کی قیمت بھی ادا کرتا ہے۔

ایک مثال سے وضاحت:

سر پرست کی موجودگی میں اس بچے کو کوئی فکر یا پریشانی نہیں ہوتی۔ ایک بچے نے اپنے دوست سے بات کی: میں حج کرنے جا رہا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ آپ کے پاس پیسے ہیں؟ وہ کہتا ہے: نہیں۔ وہ پھر پوچھتا ہے: کیا تم نے درخواست دیدی؟ کہتا ہے: نہیں۔ وہ پوچھتا ہے: کیا تم نے پاسپورٹ بنا لیا؟ وہ

جواب دیتا ہے: نہیں۔ وہ پوچھتا ہے: کیا تمہیں حج کا طریقہ آتا ہے؟ وہ کہتا ہے: نہیں۔ وہ پوچھتا ہے : کیا تمہیں پتہ ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں جب تم جاؤ گے تو کہاں ٹھہرو گے؟ یہ کہتا ہے: نہیں۔ اس نے پوچھا: کیا تم نے ٹکٹ بنوا لی ہے۔ یہ کہتا ہے: نہیں۔ جب ہر سوال کے جواب میں اس نے (نہیں) کہا۔ تو دوسرے بچے نے حیران ہو کر پوچھا: پھر تم حج پر جا کیسے رہے ہو؟ تو پہلے بچے نے مسکرا کر کہا: میں اپنے ابو کے ساتھ حج پہ جا رہا ہوں۔

اب اس کے اس ایک فقرہ میں ہر سوال کا جواب موجود ہے کہ جب میں اپنے ابو کے ساتھ حج پر جا رہا ہوں۔ تو وہ میری ہر ضرورت کو پورا کرے گا اور ہر قسم کے نفع و نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ بھی مومن کے بارے میں یہی لفظ استعمال فرما رہے ہیں:

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (الاعراف:196) اور وہ (اللہ تعالیٰ) نیکوکاروں کا سرپرست ہے‘‘

اللہ کی سرپرستی میں آنے کا طریقہ:

جو بندہ بھی گناہوں کو چھوڑ کر نیکی کو اپنا لیتا ہے، نیکوکاری کی زندگی گزارنا شروع کر دیتا ہے تو:

☆ اللہ رب العزت اس کے نگران، نگہبان اور سرپرست بن جاتے ہیں۔

☆ اس کے کاموں کو سیدھا کر دیتے ہیں۔

☆ اس کو مسائل میں الجھنے سے بچا لیتے ہیں۔

☆ اس کی پریشانیوں میں سے نکلنے کا راستہ ہموار کر دیتے ہیں۔

☆ ذلت کے نقشوں میں اس کے لیے عزت نکال دیتے ہیں۔

☆ اللہ رب العزت اس کی اس طرح حفاظت فرماتے ہیں، جس طرح باپ اپنے بچے کی حفاظت کرتا

ہے۔

ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ ہم گناہوں سے جان چھڑا کر نیکوکاری کی زندگی اختیار کرلیں، نیک بندوں میں شامل ہو جائیں۔ جب ہم یہ کام کرلیں گے تو اگلا نظام ایسا آٹو میٹک ہے کہ خود بخود عمل میں آجاتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں اگر اللہ کی رحمت کسی کا بازو پکڑ لیتی ہے تو اس کی کشتی ہمیشہ کنارے پر لگ جایا کرتی ہے، یہ بات یاد رکھیں۔ اللہ کی رحمت کیسے بازو پکڑتی ہے؟ جب بندہ نیک بنتا ہے۔

سالکین کا لفظ ہمیں بتاتا ہے کہ ہمیں نیکوکاری کو اختیار کرنا ہوگا۔ اللہ رب العزت اس کے بدلے ہمارے سب کاموں کو سنوار دیں گے حدیث پاک میں آیا ہے:

''اے بندے! تو دن کے شروع میں چند رکعتیں ادا کرلیا کر میں سارا دن تیرے کاموں میں تیری مدد کروں گا''

چنانچہ ہمارے لیے تو کام بہت آسان ہے۔

اللہ پاک کی سرپرستی کی لاجواب مثالیں:

جنھوں نے نیکوکاری کی زندگی گذاری اللہ تعالیٰ نے ان کی پشت پناہی فرمائی ایک غیبی ہاتھ ہمیشہ ان کے پیچھے رہا۔ ذرا توجہ فرمائیے:

بی بی مریم علیہا السّلام کی سرپرستی:

بی بی مریم علیہا السّلام اللہ کی بندی، اور بیت المقدس میں سارا دن اللہ کی عبادت میں مشغول رہتی تھیں اللہ کے نبی زکریاؑ ان کی کفالت کے ذمہ دار تھے، ان کو سفر پر جانا پڑ گیا۔ اس سفر میں ان کو زیادہ وقت لگ گیا۔ چنانچہ وہ واپسی پر کافی گھبرائے کہ ایسا نہ ہو کہ مریمؑ کے پاس کھانے کو کچھ نہ ہو اور فاقوں کی نوبت آ گئی ہو۔ مگر معاملہ عجیب بنا۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا (ال عمرن: 37)

جب زکریاؑ محراب میں داخل ہوئے تو دیکھا بی بی مریم علیہا السّلام بے موسم کے پھل کھا رہی ہے۔ اللہ کے پیغمبر حیران ہوکر پوچھتے ہیں:

يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا (ال عمرن: 37)

اے مریم، تجھے یہ پھل کہاں سے مل گئے؟

مریم نے جواب دیا:

هُوَ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (ال عمرن: 37)

یہ اللہ کی طرف سے ہے اللہ جس کو چاہتے ہیں بغیر حساب عطا فرما دیتے ہیں۔

دیکھیے اللہ ربّ العزت اپنے بندوں کی کیسے پشت پناہی فرماتے ہیں؟

بی بی ہاجرہ علیہا السّلام کی سرپرستی:

سیدنا ابرھیمؑ نے اپنی اہلیہ سیدہ ہاجرہ اور اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو بیت اللہ کے قریب چھوڑا اور سواری سے اتار کر خاموشی سے واپس ہونے لگے۔ یہ ایسی جگہ تھی کہ جہاں سبز پتہ رکھنے والا کوئی درخت نظر ہی نہیں آتا تھا۔ پانی تھا ہی نہیں، جہاں پانی نہ ہو وہاں سبزہ کیسے ہو؟ خشک پہاڑی تھی اور گرمی بھی انتہا کی تھی، تو بی بی ہاجرہ پوچھتی ہیں: آپ ہمیں یہاں چھوڑ کر کیوں جا رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو خاموش رہنے کا ہی حکم تھا، چنانچہ خاموش رہے۔ دوسری مرتبہ پوچھنے پر بھی خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ انہوں نے ذرا بدل کر سوال کیا: کیا آپ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو حضرت ابراہیمؑ نے اثبات میں سر ہلا دیا کہ ہاں! اللہ کے حکم سے چھوڑ کے جا رہا ہوں۔ یہ سن کر انھوں نے کہا: اگر آپ ہمیں

اللہ تعالیٰ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ دیکھیے ایک خاتون کا یقین کتنا پکا ہے۔ اب کھانے پینے کے لیے جو کچھ پاس تھا وہ چند دنوں میں ختم ہو گیا۔ پینے کو پانی نہیں، جینے کو پانی نہیں۔ ماں بھی پیاسی، بیٹا بھی پیاسا۔ پانی کہاں سے لائیں؟ اب بی بی ہاجرہ صفا اور مروہ کی پہاڑی کے درمیان اپنے بچے کی خاطر پانی ڈھونڈنے کے لیے دوڑتی ہیں، لیکن اس ماں کا اضطراب اور اس کی پانی کی تلاش اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئی کہ اس بے برگ و گیاہ وادی میں پتھریلی جگہ سے اللہ نے اس کے بچے کے پاؤں سے پانی کا چشمہ عطا فرما دیا۔

دو یتیم بچوں کی سرپرستی:

اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی اولادوں کے ساتھ بھی خیر کا معاملہ فرما دیتا ہے۔ دلیل قرآن عظیم الشان میں سے سنیں۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ ایک بستی میں پہنچے۔ اس بستی والے ایسے لوگ تھے جنھوں نے ان سے کھانا بھی نہیں پوچھا تھا۔

فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا (الکھف: 77)

لیکن حضرت خضرؑ نے ایک گھر کی گرتی ہوئی دیوار کو صحیح کر کے تعمیر کر دیا۔ تو سیدنا موسیٰؑ نے پوچھا: ان لوگوں کا تو ہمارے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ انہوں نے ہمیں کھانا تک نہ پوچھا اور آپ نے ان کی دیوار بھی تعمیر کر دی؟ انہوں نے جواب میں کہا:

یہ دیوار دو یتیم بچوں کی تھی، ان میں خاص بات یہ تھی کہ

وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا (الکھف: 82) اور ان کا باپ نیک تھا

اشارۂ خداوندی ہوا کہ میں ان کے اس خزانے کی حفاظت کر دوں۔ یوں اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی اولاد

کے ساتھ بھی اسپیشل فیور والا معاملہ فرما دیتے ہیں۔اگر ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی پشت پناہی نصیب ہو جائے اور ہماری اولادوں کو بھی نصیب ہو جائے تو اس کا آسان نسخہ یہ ہے کہ ہم گناہوں سے جان چھڑائیں اور اللہ کے نیک بندوں میں شامل ہو جائیں۔اگر اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو چالیس سال تک من وسلویٰ کھلا سکتا ہے تو کیا نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی اس امت کو اللہ تعالیٰ اپنے خزانوں سے رزق نہیں عطا فرما سکتا۔قصور ہماری طرف سے ہے۔ہم اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں آتے ہی نہیں۔ہم من مرضی کے مالک بنے پھرتے ہیں۔

اس کی مثال یوں سمجھ لیں کہ جو بندہ ہاسٹل میں داخلہ لے لے اسکو وہاں کے کچن سے کھانا ملنا شروع ہو جاتا ہے۔اگر ایک بندہ داخل ہی نہ ہو تو راہ چلتے تو اسے کوئی کھانا نہیں دے گا۔ہم اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں شامل ہونے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ ہمارا جی چاہتا ہے کہ ادھر بھی دیکھیں ادھر بھی دیکھیں۔

☆ رنگ برنگ کھانوں کا مزہ لیں

☆ اپنی شہوات کو پورا کریں

☆ شریعت کے حکم بالائے طاق رکھتے ہوئے نفس کی خواہشات کو پورا کریں

اسی وجہ سے اس فہرست سے ہمارا نام خارج کر دیا جاتا ہے۔اب بتایئے کہ چند لمحوں کی لذت کی خاطر جو بندہ اللہ تعالیٰ کے نیکوکار بندوں کے دفتر سے اپنا نام کٹوا بیٹھے وہ کتنا خسارا پانے والا ہوگا۔لمحوں نے خطائیں کی صدیوں نے سزا پائی۔ ہمارا کام اللہ رب العزت کے نیک بندوں میں شامل ہو جانا ہے۔ جب ہم شامل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ پشت پناہی بھی فرمائیں گے اور کاموں کو سنواریں گے۔اب میں آپ کو چند واقعات سناتا ہوں جس سے پتہ چلے گا کہ اللہ رب العزت کی کیسے مدد ہوتی ہے۔اور اللہ

تعالیٰ کاموں کو کیسے سنوارتے ہیں۔

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹوں کی سرپرستی:

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ایک نیک بزرگ گزرے ہیں۔ اللہ نے ان کو حکومت بھی عطا فرمائی۔ مگر انھوں نے اپنے آپ کو نیکی کے راستے پر چلائے رکھا۔ انتہائی سادہ زندگی گزاری اور اپنے رب کو راضی کرنے میں لگے رہے۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کے ایک دوست نے کہا: عمر تم نے اپنے بچوں کے ساتھ بہت برا کیا۔ پوچھا کیسے؟ اس نے کہا: دیکھو! جو تم سے پہلے حاکم تھے، انہوں نے اپنی اولادوں کے لیے اتنے خزانے چھوڑے، اتنی زرعی زمینیں چھوڑیں اتنی جاگیروں کا انتظام کیا، وہ ان کے لیے کیا کیا خزانے چھوڑ کر گئے، آج ان کی اولادیں عیش کی زندگی گذار رہی ہیں، تمہارے گیارہ بیٹے ہیں تم نے ان کے لیے کچھ بھی نہیں بنایا۔ یہ بات سن کر عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ فرمانے لگے: میری بات سنو! اگر میں نے اپنی اولاد کی اچھی تربیت کی، ان کو نیکی سکھائی ان کو نیکی کے راستے پر لگایا تو اللہ کا وعدہ ہے:

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (الاعراف:196) اور وہ (اللہ تعالیٰ) نیکوکاروں کا سرپرست ہے''

چنانچہ میں اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں دے کر جارہا ہوں۔ اگر یہ نیک نہیں بنے اور بدکار ہیں تو ان کی بدکاریوں پر میں ان کا کوئی تعاون نہیں کرنا چاہتا۔ یہ کہہ کر حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو گئے۔ لیکن ان کے بعد جو بندہ حکومت میں آیا، اس کو مختلف علاقوں کے گورنر بنانے کے لیے اچھے بندوں کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اس کو پورے علاقے میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹوں سے زیادہ لکھا پڑھا، تربیت یافتہ اور سنورا ہوا بندہ نہیں ملتا تھا۔ چنانچہ اس نے ان کے ایک بیٹے کو

گورنر بنایا، پھر دوسرے کو بنایا، پھر تیسرے کو بنایا......حتیٰ کے ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا پہلے والے وہ حکام جو اپنے بیٹوں کے لیے بڑی بڑی جاگیریں چھوڑ کر گئے تھے۔ ان کے اوپر ایسے حالات آئے کہ ان کا سب کچھ ختم ہو گیا اور میں نے ان کو جامع مسجد کے دروازے پر بھیک مانگتے ہوئے دیکھا۔ اور عین اس وقت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے گیارہ بیٹے، گیارہ صوبوں کے گورنر بنے ہوئے تھے۔

سوچیے! کہ جو اتنا کچھ چھوڑ کر گئے ان کے بیٹوں کے ایسے حالات پھرے کہ وہ نان شبینہ کو ترستے تھے اور مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر بھیک مانگتے تھے۔ اور جو کچھ بھی نہ چھوڑ کر گئے مگر اولاد کو نیک بنا گئے، اس کے گیارہ بیٹے ایک ہی وقت میں گیارہ صوبوں کے گورنر بنے ہوئے تھے۔ چنانچہ جو لوگ سوچتے ہیں پلاٹ چھوڑ جاؤ، فیکٹری لگا جاؤ، دکان بنا جاؤ، بزنس بنا جاؤ۔ یہ سب ریت کے گھروندے ہیں، ان کے جانے گرنے کا پتہ نہیں چلتا۔ یہ مکڑی کے جالے ہیں۔

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا

پائیدار کام کیا ہے؟ یہ کہ خود بھی نیک بنیں اپنی اولادوں کو نیک بنا کر ان کو اللہ رب العزت کی سپردگی میں دے جائیں۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر بڑا نگران کوئی نہیں ہو گا وہ ان کے لیے زندگی کے اندر عزتوں کے نقشے سجا دے گا۔

ایک ولی کامل کی سرپرستی:

ہمارے سلسلہ کے ایک بزرگ گزرے ہیں خواجہ عبدالمالک چوک قریشی والے۔ ایک مرتبہ مسکین پور شریف والی مسجد میں ان کی زیارت نصیب ہوئی۔ وہ فرمانے لگے: میں آپ کو اپنی زندگی کا ایک واقعہ مسجد میں باوضو بیٹھ کر سناتا ہوں۔ ہم نے کہا: بہت اچھا ضرور سنائیے۔ کہنے لگے: جب حضرت نے مجھے

اجازت و خلافت عطا فرمائی تو میرے پاس وسائل کی بہت کمی تھی۔ والدین نے میری شادی کر دی۔ میں اور میری بیوی، دونوں فاقے کا وقت گزارتے۔ میں اپنے حضرت سے کہتا۔ حضرت! میرے لیے رزق کی دعا کر دیں۔ حضرت جواب میں فرماتے:

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ''اللہ تعالیٰ صبر والوں کے ساتھ ہے''

ایک مرتبہ حضرت نے مجھے ایک چھوٹی سی گندم کی بوری بھیجی جسے گٹو کہتے ہیں۔ اس کے اندر تقریباً دس کلو گندم ہوگی اور ساتھ ایک رقعہ بھیجا اور فرمایا: عبدالمالک! تم اس گندم کو کسی بند برتن میں ڈال دینا اور اس کا دروازہ بند کر دینا اور یہ رقعہ بھی اندر ڈال دینا۔ پھر ایک سوراخ سے وہ گندم نکال کر تم کھاتے رہنا۔ اس رقعے پر پھر نیچے لکھا ہوا تھا:

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (البقرہ:153) وہ کہنے لگے: میں نے اپنے شیخ کے کہنے پر ایسے ہی عمل کیا۔ پھر فرمایا:

☆ میں ابھی نماز پڑھ کے فارغ ہوا ہوں

☆ مسجد میں بیٹھا ہوں

☆ باوضو بیٹھا ہوں

میں اللہ کے گھر میں بیٹھ کر آپ کو بتا رہا ہوں کہ آج اس گندم کو استعمال کرتے ہوئے مجھے چالیس سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن وہ گندم ختم نہیں ہوئی۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (البقرہ:153)

''اللہ تعالیٰ صبر والوں کے ساتھ ہے''

ان کے کام سنوار دیتا ہے۔عزتوں کے تاج ان کو پہنا دیتا ہے ان کے گلے میں کامیابیوں کے ہار ڈلوا دیتا ہے۔ان کو کرنا کچھ بھی نہیں پڑتا۔ایسے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی ان کے لیے انتظامات کر دیے ہوں۔یہ نیکوکاری کا پھل ہوتا ہے جو انسان کو دنیا میں بھی مل رہا ہوتا ہے اور آگے جا کر تو پھر مزے ہی مزے ہوتے ہیں۔

مرشدِ عالم کے ایک خادم کی سرپرستی:

ہمارے ایک پیر بھائی تھے،قاری صاحب۔وہ ہمارے حضرت کے بڑے خادم تھے،ان کا گھر مدینہ طیبہ میں تھا۔اللہ نے ان کو کثیر الاولاد بنایا تھا۔ان کے نو بیٹے ہوئے اور بیٹیاں ان کے علاوہ تھیں۔پھر ماشاء اللہ انہوں سب کو نیکی پر لگایا ان کا ہر بچہ حافظ قاری اور مفتی بنا۔وہ ہمارے حضرت کے بہت قریبی تھے اور خدمت خوب کیا کرتے تھے۔

جب حضرت مرشدِ عالم دنیا سے تشریف لے گئے تو چند سالوں کے بعد یہ عاجز مسجد میں بیٹھا تھا، وہی قاری صاحب تشریف لائے اس وقت ان چہرے پر بہت ہی افسردگی کے آثار نظر آرہے تھے میں نے پوچھا قاری صاحب خیر تو ہے۔کہنے لگے: آج بہت پریشان ہوں، پوچھا کس بات پر پریشان ہیں، فرمانے لگے: بڑا بیٹا اب مفتی بن چکا ہے اور وہ جوان بھی ہو چکا ہے۔ہماری اتنی بڑی فیملی،گھر کے تین کمروں میں رہتی ہے۔اب اس کی شادی کرنے کے وقت ہمارے پاس کوئی اور کمرہ نہیں کہ اس کی شادی کر کے اس کو وہاں ٹھہرائیں۔سعودیہ میں شادی کا خرچہ لڑکی والوں کی بجائے سب کا سب لڑکے والوں کو کرنا پڑتا ہے۔ہمارے ہاں تو لڑکی والے جہیز بناتے ہیں،خرچے کرتے ہیں اور کیا کیا بوجھ اٹھاتے ہیں۔اسی لیے لڑکی کی پیدائش پر لوگ پریشان ہو جاتے ہیں۔وہاں کھلا ڈلا معاملہ ہے۔لڑکی والوں کو کچھ خرچ نہیں کرنا پڑتا،تمام خرچہ لڑکے والے برداشت کرتے ہیں۔چنانچہ وہ کہنے لگے: ہم اس

ملک میں ہیں شادی کا خرچہ برداشت ہی نہیں کر سکتے، کیا کریں؟ میری تنخواہ بھی اتنی تھوڑی ہے کہ دال ساگ اور روٹی ہی خرچ ہو جاتی ہے، اس سے زیادہ تو کچھ ہے ہی نہیں۔ آج میرا دوست آیا ہے اس نے مجھے بہت جلی کٹی سنائیں۔ اس نے کہا: بڑے مولوی بنے پھرتے ہو، کیا کیا ہے تم نے؟ تمھاری مت ماری گئی ہے، تم دو بچوں کو ملا بنا دیتے اور خوش ہو جاتے۔ باقی میں سے کسی کو انجینئر بناتے، کسی کو ڈاکٹر بناتے اور کسی کو بزنس مین بناتے آج یہ بچے کمانے والے ہوتے اور تمھارے ساتھ مل کر گھر کا بوجھ اٹھاتے۔ تم جیسا بھی کوئی بے وقوف ہوگا کہ ساروں کو ہی ملا اور مولوی بنا دیا۔ اب یہ نہ تو خود کھا سکتے ہیں اور نہ ہی تمہیں کھلا سکتے ہیں۔ اب بیٹھ کر سوچو کیا کرنا ہے؟

کہنے لگے: وہ میرا بچپن کا دوست ہے، اس نے میرا اتنا دل توڑا کہ مجھے محسوس ہونے لگا کہ میں کوئی بہت بڑا جرم کر بیٹھا ہوں۔ آخر میں اس نے کہا: اب جاؤ اپنے بیٹے کے لیے رشتہ تلاش کرو، جوتیاں چٹخا بیٹھو گے پھر بھی رشتہ نہیں ملے گا۔ میں اس کی بات سے اور زیادہ مایوس ہو گیا۔ اس لیے میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے بچے کا یہ معاملہ آسان کر دے۔ اس عاجز نے ان سے کہا: ہم آگے سرکار (نبی کریم ﷺ) کی خدمت میں سلام کے لیے جا رہے ہیں، آئیں آپ بھی چلیں! پھر دعا کریں گے۔ خیر مواجہ شریف پر حاضر ہو کر سلام پڑھا اور دعا کی۔

اگلے دن مسجد نبوی میں عشا کی نماز پڑھ کر بیٹھے تو قاری صاحب مٹھائی کا ایک ڈبہ ہلاتے، مسکراتے، تشریف لے آئے۔ جب ہم نے ان کے چہرے پر چمک دیکھی تو ہمیں بھی خوشی ہوئی کیونکہ کل کہہ رہے تھے کہ ہم نے رشتہ دیکھنے کے لیے جانا ہے دعا کریں کہ وہاں ہو جائے۔ چنانچہ ہم نے پوچھا: قاری صاحب کیا بنا؟ کہنے لگے: اللہ کی عجیب رحمت ہوئی! ہم نے پوچھا: کیا ہوا؟ کہنے لگے: ہمیں پتہ چلا کہ ایک پاکستانی انجینئر تھا۔ وہ ایکسیڈنٹ میں فوت ہو گیا۔ اس کے گھر میں ایک بیٹی جوان تھی، وہ

پڑھی لکھی خوب صورت، خوب سیرت بہت ہی اچھی بچی تھی۔

جب ہمیں پتہ چلا تو میں اپنی بیوی کو لے کر ان کے گھر گیا۔ جب میری بیوی ان کے گھر گئی اور انجینئر صاحب کی اہلیہ صاحبہ سے ملی تو دو منٹ کے بعد پیغام بھیجا کہ میں آپ سے علیحدگی میں بات کرنا چاہتی ہوں تو میرا دل تو گھبرا گیا کہ انھوں نے میری بیوی کو جواب دے کر بھیج دیا ہوگا۔ جب میں اپنی بیوی سے ملا اور پوچھا کیا ہوا؟ میری بیوی کا سانس پھولا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگی: ہوگیا، ہوگیا، میں نے پوچھا کیا ہوگیا کہنی لگی سب ہوگیا سب ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد جب اسکا سانس بحال ہوا تو کہنے لگی: اصل بات یہ ہے کہ اتنی خوبصورت بچی کا زندگی میں تصور بھی نہیں کرسکتی تھی۔ اس کی ماں کو جب میں نے بات کی تو اس نے کہا: میرا خاوند دیندار تھا اس نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں اپنی ہر بیٹی کا رشتہ کسی دیندار عالم سے کروں گا۔ اس لیے میں ان کا رشتہ عالم لوگوں سے کروں گی۔

پھر کہنے لگی: اب میں آپ کو ایک اور بات بتاؤں، پھر خاموش ہوگئی اور سسپنس میں ڈال دیا۔ میں نے کہا: بتاتی کیوں نہیں؟ کہنے لگی: الحمدللہ ہمارے نو بیٹے ہیں اور اس کی نو بیٹیاں ہیں اور ہر بیٹی ہمارے بیٹے سے دو سال چھوٹی ہے، ہم نے نو بیٹوں کی ہاں کر دی ہے۔ ایک بڑا ہے اس کی شادی کر دیں گے، پھر اگلا بڑا ہوگا، اس کی شادی کر دیں گے، میں آج دو منٹ میں نو بچوں کی منگنی کر کے آئی ہوں۔

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (الاعراف:196) اور وہ (اللہ تعالیٰ) نیکوکاروں کا سرپرست ہے''

جن لوگوں کی صرف ایک بیٹی ہوتی ہے اور اس کا رشتہ نہیں آرہا ہوتا تو پھر ماں باپ کے دل پر کیا گزرتی ہے؟ یہ ماں باپ ہی بہتر جانتے ہیں۔ پریشان ہوتے ہیں۔ روتے ہوئے کہتے ہیں: حضرت! یہ بیٹی ہے، خود تو اسے کہیں نہیں چھوڑ کر آسکتے؟ آخر کوئی رشتہ مانگنے آئے گا تب ہی بھیجیں گے نا۔ حضرت! کیا

کریں؟ ہمارے آنسوں ہی نہیں تھمتے ، ہم تو میاں بیوی چھپ چھپ کے روتے ہیں۔ایک بیٹی کا رشتہ کرنا اتنا مصیبت بن جاتا ہے! لیکن جب اللہ کی مدد آتی ہے تو چند منٹوں میں بچوں کے رشتے طے ہو جاتے ہیں۔

ایک فارغ التحصیل عالم کی سرپرستی:

جرمنی میں ایک شہر ہیمبرگ ہے وہاں سب سے پہلے قرآن شریف پرنٹ ہوا تھا ایک رشیا میں بھی سن پیٹر برگ میں پرنٹ ہوا تھا یعنی جب چھاپہ خانے بنے تو سب سے پہلے ان جگہوں پر قرآن مجید کی طباعت ہوئی۔

ایک مرتبہ مجھے ہیمبرگ میں جانا ہوا۔ بیان کیا۔ بیان کے بعد ایک پاکستانی انجینئر مجھے ملنے آئے۔ وہ دیکھنے میں بہت خوبصورت تھے۔نقش نین بڑے پیارے، رنگ بڑا صاف، پرسنیلٹی بڑی اچھی، وہ مجھے آکر کہنے لگے: جی! میں آپ کو ایک بات بتاؤں؟ میں نے کہا: بتائیں۔ وہ کہنے لگے: اللہ تعالیٰ داڑھی والوں کی بڑی فیور کرتے ہیں۔ میں نے کہا: بات تو بالکل ٹھیک ہے مگر آپ کو کیسے پتہ چلا۔ وہ کہنے لگا: جی! میرے ساتھ ایسی کہانی بیتی ہے جو کسی کو بتا نہیں سکتا لیکن میں آپ کو ضرور بتاؤں گا۔ میں نے کہا: بہت اچھا۔اب اس نے اپنی آپ بیتی سنانا شروع کر دی:۔

میں بڑی اچھی تنخواہ لینے والا پاکستانی انجینئر ہوں۔جس دفتر میں کام کرتا ہوں وہاں ایک جرمن لڑکی کام کرتی ہے۔ وہ حسن و جمال میں اپنی مثال آپ ہے، لوگ اسے بیوٹی کوئین (حسن کی ملکہ) کہتے ہیں۔وہ بھی انجینئر ہے۔مگر اتنی سمجھدار ہے کہ وہ کسی بندے کو ایک سے دوسری بات نہیں کرنے دیتی۔ دفتر کے جتنے نوجوان ہیں، ان میں سے ہر ایک کے دل کی حرص ہے کہ اس سے میری شادی ہو۔کوئی کسی ڈھنگ سے کوشش کرتا ہے، کوئی کسی ڈھنگ سے۔مگر وہ کسی کے قابو میں ہی نہیں آتی۔ اتنا رعب

رکھتی ہے کہ وہ دوسری بات ہی نہیں کرنے دیتی۔نوجوان آپس میں جب بیٹھتے ہیں تو بے اختیار اسی کا ٹاپک (موضوع) چھڑ جاتا ہے کہ پتہ نہیں کس قسمت والے کو ملے گی؟ پتہ نہیں کس کی بات سنے گی۔

ایک دن دوپہر کے کھانے کا وقفہ تھا لوگوں نے میس ہال میں کھانا کھایا لیکن میں نے کھانا نہ کھایا۔قدرتاً اٹھتے ہوئے وہ لڑکی قریب سے گذری تو مجھ سے کہنے لگی: جی! آپ نے کھانا نہیں کھایا؟ میں نے کہا: بس آج میں نے کھانا نہیں کھانا۔ پوچھنے لگی: کیا آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟ میں نے کہا: کیونکہ ہمارا رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہو گیا ہے، اس لیے آج میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ کہنے لگی: رمضان کیا ہوتا ہے؟ میں نے اسے رمضان المبارک اور اس کے روزوں کے متعلّق تعارف کرایا۔اس کے دل میں دلچسپی پیدا ہوگئی، چنانچہ اگلے دن اس نے پھر روزے کے بارے میں پوچھا۔ مجھے بات کرنے کا موقعہ مل گیا، میں اسی ٹاپک کو لمبا کرتا گیا۔ مجھے روزے کے متعلّق جو مسئلے یاد نہیں تھے، وہ بھی سن سنا کے یاد کر کے اس کو بتائے۔

کئی دن اسی ٹاپک پر ہماری بات چیت ہوتی رہی۔ایک دن وہ کہنے لگی: تمھارا عالم کہاں ہوتا ہے؟ جس سے میں اور مسئلے پوچھوں! میں نے ایک اسلامک سنٹر کا پتہ بتا دیا کہ آپ وہاں کے امام صاحب سے رابطہ کر لیں، وہ عالم ہیں تمہیں سب مسئلے بتا دیں گے۔اس لڑکی نے وہاں رابطہ کیا اور اس لڑکی کی اس امام کے ساتھ ایک مستقل رابطے کی صورت بن گئی۔

چند دنوں کے بعد جب وہ واپس آئی تو اس نے سر کے بال چھپائے ہوئے تھے۔ہم بڑے حیران ہوئے، سب نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے بتایا جی میں مسلمان ہوگئی ہوں اور میں نے اسی امام صاحب کے پاس جا کر کلمہ پڑھا ہے۔اس کی یہ بات سن کر باقی لوگ تو بڑے حیران ہوئے مگر میں بڑا خوش ہوا۔ اگلی بات سوچنے لگا کہ پورے دفتر میں میں ہی ایک مسلمان ہوں لہٰذا اب میرا کام بن جائے گا۔ یہ اب

میرے ساتھ ہی رشتہ کرے گی، کسی اور کے ساتھ کر ہی نہیں سکے گی۔ میں اس دن مین آف دی ڈے بنا ہوا تھا۔ باقی سب میری طرف حسرت سے دیکھ رہے تھے کہ یہ بازی لے گیا۔

اب میں نے اس سے ذرا کھل کے اسلام کے متعلّق باتیں کرنا شروع کر دیں۔ جو ماں سے سنی تھیں جو باپ سے سنی تھیں یا استادوں سے سنی تھیں، سب اس کو بتاتا اور وہ بھی میری باتیں خوب سنتی تھی۔ حتیٰ کہ چھٹیوں کا زمانہ آ گیا۔

پہلے وہ دسمبر کی چھٹیوں میں ساحلِ سمندر میں جانے کا پروگرام بناتی تھی۔ اب میں نے کہا: تم مسلمان ہو کیسے جاؤ گی؟ وہ کہنے لگی: نہیں میں خود بھی نہیں جانا چاہتی۔ میں نے پوچھا پھر کیا کرو گی؟ کہنے لگی: میں ترکی جاؤں گی وہ مسلمان ملک ہے میں وہاں جا کر اسلام کے بارے میں کچھ معلوم کروں گی۔ میں نے اس سے کہا: جی! ترکی میں کیا پڑا ہوا ہے، اصل اسلام تو پاکستان میں ہے۔ تم میرے ساتھ پاکستان چلو! تمہیں وہاں سارا اسلام نظر آجائے گا۔ عالم وہاں ملیں گے، کتابیں وہاں ملیں گی، مدرسے وہاں ملیں گے۔ وہاں سب کچھ ملے گا۔ اندر سے میرا دل کہہ رہا تھا: اللہ کرے! یہ ایک مرتبہ پاکستان میں آجائے۔ یہ پنچھی ایک مرتبہ پنجرے میں پھنس جائے! بالآخر وہ کہنے لگی: ٹھیک ہے، میں سوچوں گی۔

اس نے دوسرے دن آ کر کہا: اچھا! میں پاکستان جاؤں گی۔ میں نے کہا: ٹھیک ہے، میں بھی جانے کا پروگرام بناؤں گا۔ میں ذرا اچھے طریقے سے آپ کو اسلام سکھانے میں کام آؤں گا۔ کہنے لگی: نہیں میں اپنی ٹکٹ خود بک کرواؤں گی اور وہاں ہوٹل کی بکنگ کرواؤں گی، ہوٹل میں جا کر رہوں گی۔ ہاں! میں مساجد دیکھنے کے لیے بھی جاؤں گی۔ میں نے کہا: نہیں! میرے گھر چلنا، وہیں رہنا، وہاں میری والدہ بھی ہے، بہنیں بھی ہیں، وہ آپ کو بڑی باتیں بتائیں گی۔ میری بہن ایم اے ہے اور میری والدہ بھی پڑھی لکھی ہے۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے ان کو میرے ہوٹل میں لے آنا، میں وہاں ان سے بات چیت کر

وں گی، اگر میں نے اطمینان محسوس کیا تو میں تمھارے گھر ایک دن کے لیے آؤں گی۔ میں نے کہا: چلو یہی بہتر ہے۔

ادھر میں نے اپنی بہن کو فون کیا، والدہ کو فون کیا کہ تیار رہیں! میں اپنی منگیتر کو لے کر آ رہا ہوں۔ آتے ہی آپ لوگوں نے میری شادی کر دینی ہے۔ باقی جو دس دن تھے وہ کٹتے ہی نہیں تھے۔ لوگوں کو راتوں کو خواب آتے ہیں، مجھے دن میں بیٹھے خواب آتے تھے کہ ہم پاکستان جا رہے ہیں، وہ میری بیوی بنے گی اور ہماری لائف ایسی ہو گی میں، بڑا خوش نصیب ہوں گا۔ پوری برادری دیکھے گی کہ کیسی میری بیوی ہے! گھنٹوں، میں ان خیالوں میں گم رہتا گویا مجھے اپنی طرف سے پوری تسلّی ہو گئی کہ اب میری شادی ہو جائے گی۔

جس دن میں ائیر پورٹ پر پہنچا تو میری نگاہیں اسے تلاش کرنے لگی کہ پتہ نہیں وہ آتی بھی ہے یا نہیں۔ کچھ دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ اس نے اپنا سامان اٹھایا، پھر وہ آ کر لائن میں لگی اور اس نے بھی چیکنگ کروالی۔ پھر اس نے مجھے بتا دیا میں نے بھی اپنی سیٹ لے لی ہے، اب میں چلوں گی۔ یوں مجھے پکی تسلّی ہو گئی۔ بالآخر ہم لاہور اتر گئے۔

لاہور میں ہمارا کروڑوں کا کاروبار تھا، ڈیفنس میں کوٹھی تھی اور گاڑیوں کا شوروم تھا۔ ہمارا خاندان بڑا امیر کبیر شمار ہوتا تھا۔ مجھے تسلّی تھی کہ جب یہ سب کچھ دیکھے گی تو بس اگلے دن نکاح ہو جائے گا اور اس کے بعد ہم اپنا وقت گذاریں گے۔ اس کو ائر پورٹ پر ہوٹل والی گاڑی لینے آئی ہوئی تھی، چنانچہ اس نے کہا: ابھی میں تھکی ہوئی ہوں، لہٰذا اب میں ہوٹل میں جا کر آرام کروں گی۔ کل دو پہر کو تم اپنی والدہ کو میرے پاس لے آنا۔ اگلے دن میں اپنی والدہ اور بہن کو بھی اس ہوٹل میں لے گیا۔ انھوں نے اس سے کہا : دیکھو! تمہیں یہاں کھانے کی تنگی ہے، کھانے میں بھی پتہ نہیں حلال چیز ڈالی ہوتی ہے یا کوئی اور۔ سب

سے زیادہ حلال چیز ہمارے گھر میں ہے۔تم ہمارے گھر آؤ ہم تمہیں کھانے کھلائیں گے۔ہم چائینیز ڈشز بھی بناتے ہیں، فلاں بھی بناتے ہیں۔انہوں نے ایسی گردان پڑھی کہ اچھے بھلے پیٹ بھرے بندے کے منہ سے بھی رال ٹپک جائے، بھوکے کے منہ سے تو ٹپکتی ہی ہے۔ بالآخر اس نے کہا: اچھا میں آؤں گی۔

چنانچہ وہ ہمارے گھر آ گئی۔اب میری بہن نے اس کو اس بات پر تیار کیا کہ ہوٹل کی رہائش چھوڑو اور ہمارے گھر میں رہو! اس نے بھی محسوس کیا کہ گھر میں کچھ عورتیں ہیں، میں ان کے درمیان محفوظ رہ سکتی ہوں، یہاں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔لہٰذا اس نے رہنے کا ارادہ کرلیا۔

لو جی! میری والدہ نے اسے ایک ہی دم میں بیٹی بنالیا۔اس نے کہہ دیا بس آج کے بعد آپ میری بیٹی ہیں۔ایک میری یہ بیٹی، ایک میری آپ بیٹی ہیں۔ میری ماں اس کے ساتھ اتنی سوئیٹ ہوگئی اور میری بہن تو اس کی سہیلی بن گئی۔ وہ کہتی: میں سوچتی تھی کہ زندگی میں کسی کو اپنی سہیلی بناؤں گی، اب آپ مجھے ملی ہیں اور اب میں نے آپ کو سہیلی بنالیا ہے۔ وہ دونوں اس سے بڑی باتیں کرتی تھیں۔اور وہ ان دونوں کی باتیں سن کر چپ رہتی تھی۔

اب، میری والدہ نے کہنا شروع کر دیا کہ آپ دونوں انجینئر ہیں، ایک ہی جگہ کام کرتے ہیں، کتنا اچھا جوڑ ہے، کیوں نہ ہم تمہاری شادی کر دیں اور تم واپس جا کر میاں بیوی کی زندگی گذارو۔اس نے کہا: میں ذہنی طور پر تیار نہیں ہوں، والدہ کہنے لگی: کوئی بات نہیں ہم ایک دو دن انتظار کرلیں گے۔ پھر ایک ہفتہ اسی طرح گذر گیا۔

جب دوسرا ہفتہ شروع ہونے لگا تو مجھے فکر ہوئی۔ میں بڑا پریشان ہوا۔ میں نے اپنی امی سے، بہن سے کہا: اگر یہ میرے لیے نہیں مان رہی تو چلو میرے چھوٹے بھائی بھی ہیں، وہ بھی ماشاء اللہ! لکھے پڑھے

اور نوجوان تھے اور مجھ سے بھی زیادہ خوبصورت اور Young (نوجوان) تھے۔ ان کے رشتے کی ہی بات کر دو۔ چنانچہ میری والدہ نے اس کو ان کے رشتے بھی پیش کیے۔ اس نے ان کو بھی رد کر دیا۔ میری والدہ حیران تھی کہ پتہ نہیں، یہ چاہتی کیا ہے؟

میرے ایک چچا تھے۔ تبلیغی جماعت میں جاتے تھے۔ رائیونڈ یے تھے۔ ان کا ایک بیٹا تھا۔ اس کو انھوں نے جامعہ اشرفیہ میں پڑھایا اور وہ عالم بن گیا تھا۔ پوری برادری میں معاشی اعتبار سے سب سے زیادہ کمزور حالت ان کی تھی۔ ان کے پاؤں میں ہوائی چپل ہوتی تھی، میلے سے کپڑے ہوتے تھے، سر پر ٹوپی ہوتی تھی، دال ساگ کھاتے تھے اور اسی حال میں پڑھتے تھے۔

میرا وہ کزن میری امی کو کچھ دینے کے لیے ہمارے گھر آیا اور اس لڑکی نے اس داڑھی والے بندے کو دیکھ لیا۔ پھر اس نے میری والدہ سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ میری کم بختی آ گئی کہ امی نے بتا دیا کہ یہ میرے دیور کا بیٹا ہے اور عالم ہے۔ اس نے کہا: کیا میں اس سے اسلام کے بارے میں کوئی سوال پوچھ سکتی ہوں؟ امی نے کہا بہت اچھا! ضرور پوچھیں! جب امی نے اس مولوی صاحب سے بات کی تو پہلے تو اس نے منع ہی کر دیا کہ میں اس سے بات ہی نہیں کرتا۔ مگر امی نے منت سماجت کی بالآخر وہ تیار ہو گیا لیکن اس نے اس طرح بات چیت کی جیسے کوئی روٹھا ہوا ہوتا ہے۔ نہ تو اس نے اس کی طرف دیکھا اور نہ ہی صحیح لہجہ میں بات کی۔ بہرحال! لڑکی نے اس سے باتیں پوچھیں اور اس نے اسے بتا دیں اور پھر وہ اپنے گھر چلا گیا۔

لڑکی نے جاتے ہوئے اس سے کہا: بھئی! آپ اپنا کوئی نمبر دے دیں، میں فون پر آپ سے بات کر لیا کروں گی۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ اس نے اس سے نمبر لے لیا۔ اب جب دوسرے دن اس نے ایک گھنٹہ دین کے بارے میں باتیں پوچھیں تو مولوی صاحب تو کچھ زیادہ ہی جانتے تھے۔

انھوں نے اس کو سارا کچھ بتا دیا۔

اس کے بعد وہ لڑکی کہنے لگی: کیا میں آپ سے شادی کر سکتی ہوں؟ مولوی صاحب نے بتایا: میں ابو سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ جب مجھے امی نے بتایا تو میں دعائیں مانگنے لگا: یا اللہ! اس کو ابو نہ کر دے۔ جب اس نے ابو سے پوچھا تو اس نے کہا: بیٹا! ہم نے تو دین کی خدمت کے لیے زندگی گزارنی ہے، اگر اللہ نے تمہارا رزق وہاں رکھا ہے تو جاؤ اور وہاں جا کر دین کا کام کرو۔ چنانچہ اس نے فون پر اس لڑکی کو ہاں کر دی۔ جیسے ہی ہاں ہوئی تو اس نے اس کے والد کو بلوا لیا اور قریب کی مسجد میں چند شرعی گواہوں کی موجودگی میں اس لڑکی نے اس سے نکاح کر لیا۔

اگلے دن اس کو لے کر جرمن ایمبیسی چلی گئی۔ وہاں جا کر اس نے کہا: میں جرمن ہوں، انجینئر ہوں، یہاں پاکستان میں چھٹیاں گذارنے آئی تھی۔ یہ بندہ مجھے پسند آ گیا اور میں نے اس سے شادی کر لی ہے۔ لہٰذا اس کو ویزہ لگا دیں۔ انھوں نے اس کا دس سال کا ملٹی پل ویزہ لگا دیا۔ وہ مولوی صاحب کو لے کر جرمنی پہنچ گئی، ہم دیکھتے رہ گئے۔

یہ کہانی سنا کر وہ پھر کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ مولویوں کی بڑی فیور کرتا ہے۔ میں نے اس سے کہا: حقیقت یہ ہے:

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (الاعراف:196) اور وہ (اللہ تعالیٰ) نیکوکاروں کا سرپرست ہے''

ان کے کام سنوار دیتا ہے۔ ان کے لیے ایسے اسباب بنا دیتا ہے کہ بندے کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتے۔

جو بندے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی بہت مدد کرتے ہیں۔ یہ الفاظ کہنا مناسب تو نہیں

کہ ہم بندوں کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ فلاں افسر فلاں کی بڑی فیور (رعایت) کرتا ہے۔اور زیادہ کہنا ہو تو کہتے ہیں: جی ’’آوٹ آف دی وے‘‘ جا کر (روٹین سے ہٹ کر) فیور (حمایت) کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے تو ہر چیز ان دی وے ہے۔اس کے لیے کوئی چیز آوٹ آف دی وے نہیں ہے۔مگر اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی اس طرح پشت پناہی کرتے ہیں، جس طرح آج دفتروں کے افسر دفتروں میں اپنے کسی رشتہ دار کی روٹین سے ہٹ کر پشت پناہی کر رہے ہوتے ہیں۔اس لیے ہمارے لیے آسان طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سپردگی میں آجائیں۔

آج جن کے تعلّقات زیادہ ہوں، جن کے وسائل زیادہ ہوں، ان کے بارے میں کہتے ہیں: جی! ان بندوں کے ہاتھ بڑے لمبے ہیں۔ اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں، اصل میں تو اللہ کے ولیوں کے ہاتھ لمبے ہوتے ہیں۔اتنے لمبے ہوتے ہیں کہ اللہ کے خزانوں میں جا پہنچتے ہیں۔ ہمارے ایک بزرگ سمجھانے کے لیے فرمایا کرتے تھے اللہ والوں کے ہاتھ اللہ تعالیٰ کی جیب میں ہوتے ہیں۔

ملا جیونؒ کی سرپرستی:

ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ گزرے ہیں، ایک مرتبہ بادشاہ کو ان سے کوئی کام پڑا تو بادشاہ نے اپنے سپاہی کو آپ کے پاس بھیجا کہ جا کر ملا صاحب سے فتویٰ پوچھ کر آؤ! ملا جیون درس حدیث دے رہے تھے۔اس درس کے دوران وہ آیا اور دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔اب یہ لوگ حدیث کے درس میں سپاہیوں کو کیا جانیں؟ چنانچہ وہ درس دیتے رہے، دیتے رہے، اسی طرح اسے ایک گھنٹہ تک کھڑا ہونا پڑا۔اتنی دیر کے بعد جب اس نے مسئلہ پوچھا تو انھوں نے بات بتادی۔

اب اسے اندر سے غصہ تھا کہ انھوں نے مجھے ایک گھنٹہ کھڑا رکھا۔اس نے تو ایسی کہانی بادشاہ کو جا کر سنائی کہ جناب! وہ تو آپ کو سمجھتا ہی کچھ نہیں، اس کے تو اتنے شاگرد ہیں، مجھے تو لگتا ہے کہ وہ آپ کے

خلاف ایک بہت بڑی فوج تیار کر رہا ہے، اسکا ابھی سے بندوبست کرلیں، میں وردی کے ساتھ ان کے پاس گیا لیکن انہوں نے میرے ساتھ ایسے ڈیل کیا جیسے میں ان کا چپڑاسی بھی نہیں ہوں۔ اس نے ایسی لگائی بجھائی کی کہ بادشاہ نے کہا کہ ملا جیون کو گرفتار کر کے لاؤ!

اِدھر اس نے حکم جاری کیا، اُدھر ملا جیون کا ایک شاگرد جو اسی بادشاہ کا بیٹا تھا، ان کے پاس پڑھتا تھا، اس نے جب ابو کی بات سنی تو بھاگا کہ اپنے استاد کو بتاؤں۔ چنانچہ اس نے آکر بتایا: حضرت! میرے والد نے آپ کی گرفتاری کا حکم جاری کر دیا ہے اور پولیس ابھی کچھ دیر کے بعد آپ کے پاس پہنچ جائے گی۔ ملاں جیواں نے کہا: اچھا ایسا ہے تو پانی لاؤ! ہم بھی وضو کرتے ہیں، مصلے پر دو رکعت پڑھتے ہیں۔ اب اس نے وضو تو کروا دیا، مگر بچہ سمجھدار تھا، جب وہ مصلّٰی پر چڑھے تو باپ کی طرف بھاگا اور کہنے لگا: ابو ملا جیون نے وضو کر لیا ہے اور مصلے پر چڑھ چکے ہیں اگر دعا کے لیے ان کے ہاتھ اٹھ گئے تو پتہ نہیں آپ کے آئندہ مستقبل کا کیا بنے گا؟

اس وقت بادشاہ کے سر پر تاج نہیں تھا، وہ ننگے سر اور ننگے پاؤں بھاگتا ہوا آیا اور آکر ملا جیون کے پاؤں پکڑ لیے اور عرض کرنے لگے حضرت! آپ ہاتھ نہ اٹھائیں اگر آپ نے ہاتھ اٹھا لیے تو میری نسلوں کا حشر ہو جائے گا۔

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (الاعراف:196) اور وہ (اللہ تعالیٰ) نیکو کاروں کا سر پرست ہے''

کیا سمجھتے ہیں؟ اللہ والے بے سہارا ہوتے ہیں۔ ان کا کوئی ولی وارث نہیں ہوتا۔ نہیں! ان کا وارث ان کا پروردگار ہوتا ہے، وہ ان کا مددگار ہوتا ہے۔ وہ ان کا نصیر ہوتا ہے اور ان کا وکیل ہوتا ہے۔

رابعہ بصریہ کی سرپرستی:

رابعہ بصریہ کا واقعہ ہے۔ایک مرتبہ وہ اپنے عبادت خانے میں عبادت کرتے کرتے سوگئیں۔انھوں نے اوپر چادر لی ہوئی تھی۔ایک چور بیچارہ کہیں سے پھرتا پھراتا ان کے عبادت خانے میں جا پہنچا......کوئی نشئی قسم کا چور ہوگا......اس نے اندر جا کر دیکھا کہ کوئی سویا ہوا ہے،صرف ایک چادر پڑی ہوئی ہے،اس کے علاوہ اور کوئی خاص چیز نہیں تھی۔خیر اس نے کہا یہی چادر ہی سہی۔جیسے ہی اس نے چادر اٹھائی اور واپس جانے کے لیے مڑا تو اس کے سر کو ایسا چکر آیا کہ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔اس پر وہ گھبرا گیا اس گھبراہٹ میں چادر اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی،جب چادر چھوٹی،تو اس کو دروازے کی روشنی نظر آئی تو بیچارہ ویسے ہی بھاگا۔اس وقت آواز آئی اگر ایک دوست سویا ہو تو دوسرا دوست جاگتا ہے۔یہاں تو چڑیا کو پر مارنے کی اجازت نہیں تم کیسے کوئی چیز چرا کر لے جاسکتے ہو۔

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ(الاعراف:196)اور وہ(اللہ تعالیٰ) نیکوکاروں کا سرپرست ہے‘‘

ایک بوڑھی عورت کی سرپرستی:

ایک بوڑھی عورت تھی،اس کا ایک چھوٹا سا گھر تھا۔اللہ کی شان کہ اس گھر کے ساتھ بادشاہ کا محل تھا۔ایک مرتبہ بادشاہ نے اپنے محل کی توسیع کا پروگرام بنا لیا اور اس بڑھیا کے گھر تک توسیع کرنا چاہتے تھے۔سپاہی اس بڑھیا کے پاس آیا اور اس نے کہا:اماں!یہاں سے چھٹی کرو!بادشاہ نے محل بنانا ہے۔اس نے کہا:میں تو نہیں جاسکتی۔سپاہی نے کہا:اماں!تجھے کہیں اور کوٹھڑی بنا کر دیں گے۔اس نے جواب دیا میں نے پوری زندگی یہاں گزاری ہے،اب تھوڑے ہی دن ہیں مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے، میں یہاں سے نہیں جانا چاہتی۔اس کے بعد سپاہی بادشاہ کے پاس پوچھنے چلے گئے اور وہ بڑھیا اپنے رشتہ داروں کی کسی تقریب میں شامل ہونے کے لیے چلی گئی۔

ادھر سپاہیوں کو آرڈر ملا کہ تم نے اس سے پوچھا ہی کیوں؟ جاؤ اس کا سب کچھ ہٹا دو اور محل بنا دو۔ اللہ کی شان جب وہ ایک مہینہ کے بعد واپس آئی تو اس کی جگہ پر محل کھڑا تھا۔ کٹیا نظر ہی نہیں آتی تھی۔ وہ حیران ہو کر کبھی ایک سے پوچھتی ہے کبھی دوسرے سے کہ یہاں میرا گھر تھا۔ کسی نے بتایا: اماں آپ تو یہاں نہیں تھی، بادشاہ نے تمہارا گھر ہٹا کر اپنا گھر بنا لیا۔ جب اس نے یہ کہا تو اس بڑھیا نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا: اے اللہ! اگر میں یہاں نہیں تھی، تو تو یہاں تھا۔ کہتے ہیں جب ہی اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے، بادشاہ کے محل کی چھت نیچے زمین پر آگئی۔

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (الاعراف:196) اور وہ (اللہ تعالیٰ) نیکوکاروں کا سر پرست ہے''

کلمہ گو بندے کے لیے کتنا آسان ہے کہ وہ گناہوں کو چھوڑے اور اللہ کی سر پرستی میں آجائے۔ ہم خواہ مخواہ مصیبتوں میں پڑے ہوتے ہیں۔ ہم اگر اللہ کے کام کو کریں گے تو اللہ ہمارے کاموں کو سنواریں گے۔ سنیئے: قرآن عظیم الشان۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (محمد:7)

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا! اور وہ تمہارے قدموں کو جما دے گا''

آج عورتیں کہتی ہیں: جی آج خاوند کا پیار نہیں ملتا۔ بس! نیک بن جاؤ! اللہ تمھارے قدم جما دیں گے۔ کیسے قدم جمیں گے؟ اللہ گھر بھی دیں گے اور گھر والے کا پیار بھی عطا فرمائیں گے۔

آج لوگ کہتے ہیں: جی حضرت! کاروبار نہیں چلتا۔ تم اللہ کے دین کا کام کرو اللہ تعالیٰ تمہارے قدم جما دیں گے۔ کیا مطلب؟ کہ تمہیں دنیا میں بھی عزتیں دیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے الٹے کاموں کو سیدھا

فرمادیں گے۔

حکمِ خداوندی کی بجا آوری پر سرپرستی:

ایک عرب کا واقعہ کتابوں میں لکھا ہے۔ جمعہ کے دن اس نے جمعہ پڑھنے کی تیاری کی عین اسی وقت اس کو اطلاع ملی کہ ہمارے کھیت کو پانی ملنے کا یہی وقت ہے۔ اب اگر آپ جمعہ پڑھنے کے لیے چلے گے تو کھیتی کو پانی نہیں ملے گا اور یوں فصل نہیں ہوگی۔ بیوی نے بھی کہا جا کر کھیتی کو دیکھو! اس نے کہا: اللہ نے جمعہ کے لیے بلایا ہے لہٰذا میں جمعہ پڑھنے کے لیے نکلتا ہوں۔ جب وہ مسجد میں جانے کے لیے گھر سے نکلا تو پتہ چلا کہ ایک اونٹ گم ہو گیا ہے۔ اور اگر دیر ہوگئی تو نہیں ملے گا، اسے جتنا جلدی تلاش کیا جائے اس کے ملنے کے اتنے ہی چانس زیادہ ہیں اور اگر دیر ہوگئی تو نہیں ملے گا۔ اس کے علاوہ کھیتی بھی ختم ہو جائے گی تو ہمارا بنے گا کیا؟ اس نے کہا: میرا اللہ مالک، مجھے فرض پڑھنے دو میں واپس آکر باقی کام دیکھوں گا۔

چنانچہ اس نے فرض ادا کیے اور جلدی جلدی کھیتوں کی طرف واپس آیا۔ کیا دیکھا کہ کھیتی کو پانی لگ چکا ہے، وہ بڑا حیران ہوا کہ میری کھیتی کو پانی کس نے لگا دیا؟ اتنے میں ساتھ والی زمین کا زمیندار آیا اور کہنے لگا: میں تو اپنی باری پر اپنی زمین کو پانی لگا رہا تھا، آج میرا پانی پورا ہی نہیں ہو رہا تھا۔ میں نے بڑی کوشش کی آخر میں پتہ چلا کہ میرے کھیت اور آپ کے کھیت کے درمیان والا نکّہ کھلا ہوا تھا۔ میں نے اپنی کھیتی کو پانی دیا تو تمہاری کھیتی کو خود بخود پانی لگ گیا۔ اس نے کہا: الحمدللہ اب گھر جاتا ہوں تاکہ اونٹ کا پتہ کروں۔

جب وہ گھر پہنچا تو دیکھا اونٹ صحن میں بندھا ہوا تھا۔ وہ بڑا حیران ہوا۔ اس نے بیوی سے پوچھا کہ یہ اونٹ کہاں سے آیا؟ اس نے کہا: میں تو آٹا گوندھ کر فارغ ہوئی تھی، میں نے باہر کتوں کے بھونکنے کی

آوازیں سنیں۔ باہر نکل کر دیکھا تو یہ اونٹ آگے آگے بھاگ رہا تھا اور کتے اس کا پیچھا کر رہے تھے اور یہ اپنے گھر کی طرف آ رہا تھا۔ جب یہ گھر کے دروازہ پر آیا تو میں نے اس کی رسی پکڑ کر باندھ دیا۔ یہ سن کر اس نے کہا: دیکھو! میں نے اللہ کے حکم کو پورا کیا تو اللہ نے میرے دنیا کے کاموں میں مدد فرمادی۔

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (الاعراف:196) اور وہ (اللہ تعالیٰ) نیکوکاروں کا سر پرست ہے"

ہم اس لائن پر تو آتے ہی نہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپنے کاموں کو خود سنواریں اور خود ہم سے کام سنورتے ہی نہیں۔ دھکے کھاتے پھرتے ہیں اور پریشان ہوتے پھرتے ہیں۔ آئیے آج کی رات نیکو کاری کا ارادہ کر لیجیے! اور اللہ رب العزت کی سر پرستی میں آجائیے۔

ایک مدرسہ کی سر پرستی:

ہمارے سسر محترم حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے انڈیا میں دہلی کے قریب ایک جگہ مدرسہ بنایا، یہ تقسیمِ ہند سے پہلے کی بات ہے، اللہ کے فضل سے مدرسہ بہت ہی کامیاب رہا۔ اس میں کئی سو طلبا پڑھتے تھے۔

اس کے بعد پارٹیشن ہوگئی۔ تقسیم کے وقت جہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی، وہاں مسلمان ہندوؤں اور سکھوں کو مارتے تھے۔ جہاں سکھوں اور ہندوؤں کی اکثریت تھی، وہاں مسلمانوں کو مارتے تھے۔ اس وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سب کو کہہ دیا کہ آپ سب لوگ دروازے بند کر کے گھروں کے اندر ہی رہیں۔ چنانچہ انہوں نے اندر رہنا شروع کر دیا۔

ایک استاد صاحب کو کوئی کام پڑ گیا، دوسرے گاؤں میں اس نے جانا تھا۔ حضرت نے فرمایا: ٹھیک ہے تم جاؤ! وہ بے چارہ ڈرتا ہوا مدرسہ سے نکلا چھپ چھپا کے جا رہا تھا کہ سامنے ایک سکھ ملا۔ پہلے تو وہ اس کو

دیکھ کر گھبرایا، پھر سوچنے لگا یہ بھی ایک ہے میں بھی ایک ہوں، ون ٹو ون اگر آمنے سامنے ہو بھی گئے تو کوئی بات نہیں۔ جب وہ اس کے قریب سے گزرا تو اس نے کہا:

''میاں جی! تسی فوج منگائی اے''

پہلے تو وہ اس کی بات ہی نا سمجھا۔ پھر جب اس نے دوبارا پوچھا تو پھر سمجھ آئی کہ وہ کیا پوچھ رہا ہے؟ میں نے پوچھا: کیوں؟ آپ کس وجہ سے پوچھ رہے ہیں؟ میں اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ قریب کی بستیوں والے تین مرتبہ تلواریں اور نیزے لے کر تمہارے تمام بچوں کو ختم کرنے کے لیے رات کو آئے۔ جب بھی آتے تھے ہمیں تمھارے مدرسے کے پیچھے سپاہی بندوق لیے کھڑے نظر آتے تھے، ہم تین مرتبہ آئے تینوں مرتبہ فوج کو دیکھا۔

انہوں نے آکر یہ واقعہ حضرت کو سنایا۔ حضرت نے فرمایا:

''ہاں! ایک خدائی فوج تھی جسے اللہ نے ہماری حفاظت کے متعیّن کر دیا، اس لیے کہ میں اپنے بچوں کی تربیت اس طرح کرتا تھا کہ ان میں کوئی کبیرہ گناہ کرنے والا نہیں تھا۔

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (الاعراف:196) اور وہ (اللہ تعالیٰ) نیکو کاروں کا سر پرست ہے''

اللہ پر بھروسہ کیجیے:

یہ کتنی عجیب بات ہے کہ ہم اللہ کے غیر پر تو بھروسہ کر لیتے ہیں لیکن اللہ پر بھروسہ نہیں کرتے۔ کیا ہم اللہ پر بھروسہ نہیں کر سکتے؟

☆ باپ پر بھروسہ

☆ بڑا بھائی سر پرست بن جائے تو بھروسہ

☆ چچا سرپرست بن جائے تو بھروسہ

☆ ماموں سرپرست بن جائے تو بھروسہ

او خدا کے بندے: اللہ سرپرست بنتا ہے تو اس پر کیوں بھروسہ نہیں کرتے؟ ؎

بتوں سے تجھے امیدیں خدا سے نا امیدی مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

آج ہمیں اس عظیم رات میں سب گناہوں سے سچی توبہ کر کے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دینا چاہیے۔ جب ہم اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کریں گے تو پھر دیکھنا اللہ ہمارے کاموں کو کیسے سنوارتا ہے۔

ساری مشکلات کا حل:

دیکھیں! اگر ایک بندہ اربوں پتی ہو اور اس کا بیٹا ہزار روپے تنخواہ والی نوکری ڈھونڈنے کے لیے دوسرے بندے کے پاس جاتا پھرے تو باپ کو تو غصہ آئے گا کہ یہ کیسا بے وقوف ہے۔ میں اربوں پتی بندہ ہوں اور میرا بیٹا ہزار روپے کی نوکری کی خاطر لوگوں کے پاس دھکے کھاتا پھرتا ہے۔ مجھے یہی مثال سمجھ میں آتی ہے جب کلمہ پڑھنے والا اپنے پروردگار کے خزانوں کے باوجود چھوٹے چھوٹے کاموں کے لیے دھکے کھاتا ہے اور لوگوں کی منتیں کرتا پھرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی کیا سوچیں گے کہ میرا بندہ میرے دروازہ پر کیوں نہیں آتا کیوں نہیں ہاتھ پھیلاتا میں اس بندے کی ساری مشکلات کو آسان کر دیتا۔

شیطان ایک بھنگی کی مانند ہے:

اگر ایک بادشاہ اپنی بیوی سے پیار کرتا ہو اور اسے اس نے محل میں بڑی آسائشوں کے ساتھ رکھا ہو۔ اب ایک بھنگی جو گھروں سے پاخانہ اٹھاتا ہے وہ اس ملکہ کو اپنی طرف مائل کرنے کوشش کرے تو کیا ملکہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے گی۔ ہرگز نہیں۔ وہ کہے گی ایک طرف بادشاہ ہے، میں پورے ملک کی فرسٹ لیڈی ہوں، خزانوں کے انبار لگے ہوئے ہیں، خدمت کرنے والیاں بھی ہزاروں ہیں۔ اور ایک

طرف یہ بھنگی بدبخت کہاں سے آ گیا۔اس نے میری طرف آنکھ اٹھا کر بھی کیوں دیکھا؟

بالکل یہی مثال ہے۔شیطان اس بھنگی کی مانند ہے، اور بادشاہ سے مراد اللہ رب العزت کی ذات ہے اور اللہ کے بندے اور بندیاں اس کے محبوب بندے اور بندیاں ہیں، جن سے اللہ کو محبّت ہے۔اب اگر اللہ رب العزت کی موجودگی میں ہم شیطان بدبخت کی طرف توجہ دیں اور اس کے راستہ پر چلیں تو گویا ہم نے بھنگی کو چن لیا اور اپنے مالک کے در کو چھوڑ دیا۔حالت تو یہی ہے کہ یہی کرتے پھرتے ہیں۔ نمازوں کے لیے اذانیں ہوتی ہیں مگر مسجد میں آنے کی توفیق نہیں ملتی۔پورا دن گزر جاتا ہے مگر تلاوت کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔پھر ہمارا شمار صالحین میں کیسے ہوگا؟

اس کا طریقہ سن لیجیے صالحین میں شامل ہونے کے لیے پچھلے گناہوں سے توبہ، آئندہ نیکوکاری کا پکا وعدہ اور اگر پھر غلطی ہو جائے تو پھر فوراً توبہ کرنا ضروری ہے۔ہم فرشتے نہیں کہ اب ہم سے غلطی ہو ہی نہیں سکتی۔اگر غلطی ہو جائے تو پھر فوراً توبہ کریں گے اور نادم اور شرمندہ ہوں گے۔اس طرح کرنے سے ہم نیکوں کاروں میں شامل ہو جائیں گے اور دنیا کے سارے جھمیلے اللہ تعالیٰ خود ہی آسان فرما دیں گے۔

رزق کے فیصلے کی رات:

آج کی رات رزق کے فیصلے ہونے کی رات ہے۔محدثین نے لکھا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے فرمایا: آنے والے پورے سال کا بجٹ آج کی رات بنتا ہے۔چنانچہ ایک اور حدیث میں نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا: جب میرے رزق کا معاملہ بھی پیش ہو تو میرا جی چاہتا ہے کہ میں روزے کے ساتھ ہوں۔لہٰذا نبی علیہ الصلوۃ والسّلام پندرہ شعبان کا روزہ رکھتے تھے۔یہ روزہ بھی اسی لیے ہے کہ جب روزے کی حالت میں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ رحم فرما دیں گے۔

رزق میں شامل چیزیں:

اچھا رزق میں کیا شامل ہے؟ ذرہ توجہ سے سننا!

دکان، مکان، کاروبار، کپڑے، کھانا پینا، اچھی صحت، اچھی بیوی، اولاد، عزت اور دل کا سارا سکون۔ یہ تمام چیزیں بندے کے رزق میں شامل ہیں۔ اور مسائل زیادہ تر انہی چیزوں سے متعلّق ہوتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ آج ہم اللہ سے معافی مانگ لیں اللہ کے سامنے ہتھیار ڈال دیں اور اللہ تعالیٰ کو منالیں تو اللہ تعالیٰ آئندہ سال میں ہمارے لیے رزق کے معاملے میں خیر کے فیصلے فرمادیں گے؟

اللہ تیری اک نگاہ کی بات ہے میری زندگی کا سوال ہے۔

آج اپنے رب کے در پر جھک جائیے! اپنے رب کو منا لیجیے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں:

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جو اپنے پرائے سب کو دے کر خوش ہوتا ہے۔ ساری دنیا اپنوں کو دیتی ہے، مولا! تو کتنا کریم ہے کہ تو اپنوں کو بھی دیتا ہے اور دنیا میں اپنے نہ ماننے والے باغی کافروں کو بھی عطا فرما دیتا ہے۔ وہ کتنا کریم ہے کہ دنیا اگر دیتی بھی ہے تو ناراض ہو کر دیتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ جب بھی دیتے ہیں بندے کو خوش ہو کر عطا فرماتے ہیں۔ اس کے در سے مانگنے کے لیے مسلمان ہونا بھی شرط نہیں۔ شیطان نے بھی مانگا اَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ (الاعراف: 14) جب اللہ نے اس کی بھی دعائیں قبول کر لیں تو کیا اللہ تعالیٰ کلمہ گو بندوں کی دعائیں قبول نہیں کرے گا۔ اصل میں ہمیں مانگنا ہی نہیں آتا۔ مانگ کے دیکھو پھر اللہ کی دین کو دیکھو

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے حال   کہ آگ لینے کو جائیں اور پیمبری مل جائے

کسی نے کیا خوب کہا:

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں　　راہ دکھلائیں کسے راہ رو منزل ہی نہیں

طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں۔

آج ذرا اللہ کے نیکوکار بندے بنیے اور پھر اللہ کی مدد کے نظارے کیجیے۔ ہم سب کے لیے یہی پیغام ہے کہ ہم نیکوکاری کی زندگی اپنا کر اللہ کی سرپرستی میں آجائیں۔ پروردگار کا وعدہ ہے۔

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (الاعراف:196) اور وہ (اللہ تعالیٰ) نیکوکاروں کا سرپرست ہے‘‘

اللہ تعالیٰ قرآن میں کتنے پیارے انداز میں فرماتے ہیں: اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ (الزمر:36) کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے‘‘

اس آیت کو پڑھ کر رونا آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرما رہے ہیں کہ کیا اللہ اپنے بندوں کے کافی نہیں ہے؟ او میرے بندو! کیوں دھکے کھاتے پھرتے ہو؟ کیوں پریشان پھر رہے ہو؟ کیوں تمہیں سکون نہیں؟ کیوں تم ہر وقت مصیبت میں گرفتار ہو؟ کلمہ تم نے پڑھ لیا، اللہ کو بڑا مان لیا، کیا اللہ کے خزانے سے تم کچھ نہیں پانا چاہتے؟ پانے کے لیے نیکوکار بننا پڑے گا۔ تم اپنے گناہوں کو نہیں چھوڑنا چاہتے تو ایسے میں تو تم میری سرپرستی میں نہیں آسکتے۔ میری ذات پاک ہے اور میں بھی پاک دلوں کو پسند کرتا ہوں۔ ناپاک دل میری بارگاہ میں کبھی پسند نہیں کیے جاتے۔ آج اپنے دلوں کی میل دور کر لیجیے! پھر دیکھیے اللہ تعالیٰ کتنے مہربان ہیں۔

اس کے لطف اور کرم کا کیا کہنا:

واقعی، اے اللہ! جو آپ کے در کو چھوڑتا ہے اور دنیا کے در پر جاتا ہے تو اسے پھر در در کے دھکے کھانے پڑتے ہیں۔ دنیا کہتی ہے کہ ’’پرائی بکری کو کوئی گھاس نہیں ڈالتا‘‘۔ اللہ! ہم نے خود دیکھا کہ جس کتے

کے گلے میں پٹے کا نشان ہو اس کو کوئی روٹی نہیں ڈالتا، ہر بندہ کہتا ہے: یہ جا کر اپنے مالک کے گھر کھائے گا۔ مولا ہم در در پر گئے، ہمیں ہر طرف سے ٹھوکریں ملیں، کہیں بھی ہمارا مقصد پورا نہ ہوا، مولا! ہم آپ کے بندے ہیں آپ کے در سے کھانے والے ہیں، آج اس نسبت کی لاج رکھ لیجیے! ہماری پریشانیوں کو دور فرما دیجیے! ربِ کریم! ہم نے آپ کی عظمتوں کو نہ پہچانا، مولا! ہم آج کی اس مبارک رات میں سچی توبہ کرتے ہیں اور آپ سے یہ فریاد کرتے ہیں کہ آپ مان جائیے۔ آپ تو مانگنے والے کو امید سے زیادہ دیتے ہیں، کہنے والے نے کہا تھا:

ٹوٹے رشتے وہ جوڑ دیتا ہے بات رب پر جو چھوڑ دیتا ہے
اس کے لطف و کرم کا کیا کہنا لاکھ مانگو کروڑ دیتا ہے

وہ اتنا دینے والا پروردگار ہے، اس سے پیٹھ پھیر کر ہم اوروں کی طرف جاتے پھرتے۔ اے پروردگار! آپ کی عظمت اور شان کا تقاضا یہ تھا کہ اگر کوئی بندہ آپ کے دروازے سے پیٹھ پھیر کر واپس جاتا تو اس کو اس کی پشت میں لات ماری جاتی اور دروازے کو بند کر دیا جاتا اور کہہ دیا جاتا: اے منحوس! اے بد بخت! آج کے بعد تیرے لیے یہ دروازہ بند ہے۔ مگر اللہ! آپ تو ایسا نہیں کرتے، دروازہ کھلا رکھتے ہیں۔ شاید میرا بندہ، دن میں پریشان ہو کر آجائے، رات کی تاریکیوں میں اٹھ کر آجائے۔ اللہ! آپ سوتے بھی نہیں، آپ کو اونگھ بھی نہیں آتی۔ اس لیے کہ مانگنے والا مانگے تو اپنے پروردگار کو کہیں سوتا ہوا نہ پائے۔ اسی لیے آپ نیند سے پاک ہیں۔ ہر وقت اپنے بندوں کی دعائیں قبول کرنے کے لیے تیار ہیں۔ رب کریم! ہم پر مہربانی فرما دیجیے! آج اس رات میں ہماری مشکلات کو آسان کر دیجیے! ہم نے بہت دھکے کھا لیے، اب مزید دھکے کھانے کی گنجائش ہمارے پاس نہیں رہی۔ ہمیں آج بات سمجھ میں آ گئی کہ غلطی ہماری تھی۔ ہم اپنا قصور مانتے ہیں اور آپ کو مناتے ہیں۔

غیر اللہ کے در پر جانے کی شرمساری:

اے اللہ ہمارے سب گناہ معاف کر دیجیے۔ آئندہ نیکوکاری کی زندگی عطا فرما دیجیے! اے اللہ! سچی بات یہی ہے کہ ہمیں غیر کے در پر جاتے ہوئے شرم بھی آتی ہے، بندے آپ کے ہوں اور درِ غیر پر چلے جائیں، یہ دل بھی گوارہ نہیں کرتا۔ اس لیے کہنے والے نے کہا تھا:

تنگ دستی کے جو عالم ہیں میں گھبراتا ہوں پر در غیر پے جاتے ہوئے کتراتا ہوں
ہاتھ پھیلانے میں محتاج کو غیرت کیسی شرم آتی ہے بندہ تیرا کہلاتا ہوں

اے مولیٰ! بندہ آپ کا کہلاؤں اور درِ غیر پر جا کے ہاتھ پھیلاؤں، اللہ! مجھے اس سے شرم آتی ہے۔

تمہی سے مانگیں گے تم ہی دو گے تمہارے در سے ہی لو لگی ہے

آج کی یہ برکت والی رات ہے۔ اے اللہ! ایک نظر ہم مسکینوں پر بھی ڈال دیجیے۔ گنہگاروں پر ڈال دیجیے۔ اور ہمارے لیے آئندہ زندگی میں خیر کے فیصلے فرما دیجیے۔ اللہ! ضائع ہونے سے بچا لیجیے۔ شیطان کا لقمہ ہونے سے بچا لیجیے۔ اللہ! ہمارے ساتھ رحمت کا معاملہ فرما دیجیے۔ اے اللہ! ہم آپ کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں، ہمارے اس دامن کو اپنی رحمت کے ساتھ بھر دیجیے۔ ہمیں خوشیوں نیکیوں اور برکتوں کے ساتھ واپس لوٹا دیجیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ